54

حاصل شُدہ انعامات کو قائم رکھو

(فرمودہ ۲۲ر اگست ۱۹۱۹ء)

حضورِ انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

عزتوں اور کامیابیوں کا حاصل کرنا ایک مشکل امر ہے۔ لوگ بڑی دقتوں اور تکلیفوں کے بعد کسی قسم کی کامیابی اور عزت حاصل کرتے ہیں، لیکن عزت اور کامیابی کا قائم رکھنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ کامیاب اور عزت یاب ہونا تو مشکل ہے ہی، لیکن کامیاب اور عزت یافتہ رہنا اس سے بھی بڑھکر مشکل ہے۔ تمام دُنیا کے بڑے بڑے لوگ جو کسی زمانہ میں گذرے ہیں۔ یا اس وقت موجود ہیں۔ تمام دنیا کی قومیں جو گذری ہیں یا اس وقت موجود ہیں۔ ان کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دس فیصدی بھی ایسے انسان نہیں ہوئے۔ جنھوں نے عزت کو حاصل کیا ہو۔ اور پھر اس کو ہمیشہ قائم رکھا ہو۔ بڑی بڑی جانکاہیوں کے بعد کوئی درجہ حاصل کیا، لیکن جب کسی درجہ اور مقام پر پہنچے تو تنزل شروع ہوگیا۔ یہی قوموں کا حال ہوا ہے۔ اور یہی افراد کا۔ سوائے ان لوگوں کے جو خدا کی پناہ میں ہوتے ہیں۔

دیکھو خدا کے ہزارہا نبی گزرے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گزرے ہیں۔ اگرچہ یہ کوئی مستند بات نہیں۔ تاہم ان میں سے سینکڑوں ہیں۔ جن کی تاریخ محفوظ ہے۔ ان کو جو کامیابی ہوئی وہ کبھی ناکامی سے نہ بدلی۔ اسی طرح اور بزرگ اور اولیاء اللہ جو کھڑے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بھی کسی کی مثال نہیں ملتی۔ جس کی عزت اور رُتبہ میں کسی قسم کی کمی آئی ہو۔

لیکن اس کی مثال موجود ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے انبیاء کی قائم کردہ جماعتوں میں بھی تنزل شروع ہوگیا ہے۔ اَوروں کو جانے دو مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔ ان کی جماعت بندی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی، لیکن ترقی کی طرف چلتے چلتے آخر یہ جماعت تنزل کی طرف چل پڑی، حتیٰ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ جبکہ اس اُمت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے[1]

---

[1] مشکوٰۃ کتاب العلم فی فضیلۃ الفصل الثالث

اور اس وقت ایسی حالت کو پہنچ جائیں گے کہ "یہود" کے مشابہ ہو جائیں گے[1] اور ان کے قدم بقدم چلیں گے۔ "یہود" اگرچہ انبیاء کی اولاد ہیں۔ اور ایک وقت میں برلفظ معزز تھا۔ مگر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ لوگ ایسے گر گئے کہ آج کوئی مسلمان یہودی کہلانا پسند نہیں کرتا، لیکن رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ایک وقت میں مسلمانوں کی حالت بھی بالکل ان ہی کے مشابہ ہو جائیگی اور کوئی بدی اور بدکاری نہ ہو گی جو یہود نے کی ہو اور مسلمان اس سے بچ جائیں۔ آج دیکھ لو۔ کیا مسلمانوں کی یہ حالت نہیں ہے وہ مسلمان جو رُوحانیت کا مجسم نشان سمجھے جاتے تھے۔ رُوحانیت سے بالکل خالی ہیں۔ پہلے لوگ سوچ سمجھ کر ہر عمل کرتے تھے لیکن ان کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھتے جاؤ۔ بندروں کی طرح نقل کرتے نظر آئینگے نماز پڑھتے۔ روزے رکھتے ہیں مگر ان کی حقیقت سے غافل ہیں۔ حج کرتے ہیں، لیکن ان کا حج میلے سے کم نہیں ہوتا۔

مَیں نے حج کے دنوں میں ہندوستانی حاجیوں کو خود دیکھا ہے کہ وہ ان اوراد کی بجائے جن کا پڑھنا ضروری ہے عشقیہ اشعار پڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پھر عرفات میں کہ جہاں دُعا مانگنے کا نام ہی حج ہے۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ لوگ پھل اور مٹھائیاں کھانے میں مشغول تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے تھے کہ جب خطیب کھڑا ہوتا تو کپڑا اہلا دیتے۔ پھر طواف کرتے وقت خود مجھ سے ایک واقعہ ہوا۔ طواف کرتے ہوتے حجر اسود کو بوسہ دینا آسان نہیں ہوتا۔ کیونکہ بہت ہجوم ہوتا ہے۔ مَیں بڑی دقت سے حجر اسود تک پہنچا۔ اتنے میں پیچھے سے آواز آئی "حریم۔حریم" جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عورتیں آتی ہیں۔ راستہ کر دو۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ عورتیں چونکہ کمزور ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کے لیے جگہ خالی کرنا ہر شخص کا اخلاقی فرض ہوتا ہے۔ مَیں پیچھے ہٹ گیا۔ اس پر ہٹے کٹے چھ چھ فٹ کے نوجوان حجرِ اسود کو بوسہ دے کر ہنستے ہنستے گزر گئے۔ ان کے ہنسنے کا یہ مطلب تھا کہ دیکھا ہم نے کیسی چالاکی اور آسانی سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے لیے جگہ نکلوالی۔ یہ ایک مبارک کام انہوں نے جھوٹ کے ذریعہ کیا، پھر قاعدہ ہے کہ حجرِ اسود کے دونوں طرف سپاہی کھڑے رہتے ہیں۔ کیونکہ جب لوگ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو چور روپیہ وغیرہ کاٹ لیتے ہیں جب یہ حال ایک نہایت متبرک جگہ اور متبرک کام کرتے ہوئے ہے تو دوسری باتوں کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ غرض دنیا میں جو کسی قوم نے شرارت کی ہے وہ ان میں پائی جاتی ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الانذار والتحذیر باب تغیر الناس

اب بھی مسیح موعود نے جو جماعت قائم کی ہے۔ اس کو خدا نے نمونہ بنایا۔ اور اپنے زندہ نشانوں کے ذریعہ اس پر اپنے جلال کا اظہار کیا ہے۔ اور لوگوں نے مسیح موعود کو دیکھ کر خدا کو دیکھا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود مظہر آیات تھے۔ اور پھر وہی دیکھا ہے جو موسیٰ کے وقت موسیٰ کی قوم نے دیکھا۔ اور مسیح کے وقت مسیح کے صحابہ نے۔ غرض آدم سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی آئے۔ اور ان کے ذریعہ جو کچھ ظاہر ہوا۔ وہ سب کچھ دکھایا گیا۔ اور اس ذریعہ سے خدا پر کامل ایمان پیدا کیا اور یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ جو مسیح موعود کے ذریعہ آیا۔ کیونکہ مسیح موعود کی بعثت بھی خُدا کے فضل کے ہی ماتحت ہوئی۔ لیکن آپ لوگوں نے مسیح موعود کو قبول کیا۔ اس میں آپ کو بہت تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ کیونکہ فضلوں کے جاذب عمل ہوتے ہیں۔ بعض تم میں سے قتل کئے گئے اور بہتوں کو جائیدادوں سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اکثروں پر کئی قسم کے مظالم کئے گئے۔

غرض آپ لوگوں نے ان سب دُکھوں کو برداشت کیا۔ اور اس فضل کو قبول کیا۔ جو مسیح موعود کی صورت میں نازل ہوا۔ اتنی دقتوں کے بعد یہ چیز آپ کو حاصل ہوئی، لیکن اس کا قائم رکھنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ عزت اور مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہونے کے باوجود آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ حاصل کردہ رُتبہ کو قائم رکھا جائے۔ دیکھو حضرت مسیحؑ کی اُمت گمراہ ہوئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت میں خرابی پیدا ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ اس پر بھی یہ دن آتا ہے۔ اس وقت ان کی اصلاح کے لیے خواہ مسیح موعود کے خادموں سے ہی کوئی مصلح پیدا ہو۔ اور قبل اس کے کہ وہ گھڑی ہو جسے قیامت کہتے ہیں۔ ضرورت کے وقت ضرور ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود فرمایا ہے کہ آپ کے ہی غلاموں سے مصلح پیدا ہوگا۔ پس کوئی جماعت نہیں۔ جس نے حاصل کردہ کامیابی اور عزت کو قائم رکھا ہو۔ یہ سچ ہے کہ نبی کریمؐ کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوئی اس نے اپنی عزت کو قائم رکھا۔ اور خود ضائع نہیں کیا۔

پھر وہ لوگ جو صحابہ کی صحبت اُٹھانے والے تھے۔ انہوں نے بھی بہت حد تک اس کامیابی اور عزت کو قائم رکھا۔ اور پھر وہ لوگ جنھوں نے ان کی صحبت اُٹھائی۔ وہ بھی بہت حد تک اچھے رہے، لیکن ان کے بعد ناخلف پیدا ہوتے۔ اور انہوں نے اس کامیابی اور عزت اور فضل کو کھونا شروع کر دیا۔ کیونکہ وہ نبی سے فاصلہ پر جا پڑے تھے۔ یہ قدرتی تھا۔ جو ان کیلئے پیش آیا، لیکن اگر کوئی جماعت خود حاصل کرے۔ اور خود ہی کھودے تو اس پر بہت ہی افسوس

ہے۔

اس لیے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا نے جو مسیح موعودؑ کے ذریعہ آپ لوگوں کو رُتبہ اور درجہ دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی کمزوریوں اور خرابیوں کی وجہ سے چھین لیا جاوے۔ اور جس طرح کہ پہلی قوموں کو ان کی شرارتوں کے باعث متروک بنایا گیا۔ اسی طرح آپ کو بھی متروک بنا دیا جائے پس اپنی اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ کرو۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ وہ رُتبہ جو آپ کو حاصل ہوا ہے۔ وہ آپ کی آئندہ نسلوں میں باقی رہے اور آپ اس کو اپنی نسلوں کے لیے اور وہ آئندہ اور وہ اس سے آگے آنے والوں کے لیے چھوڑ جائیں۔ آمین ؛

(الفضل ۳۰ راگست ۱۹۱۹ء)